97798 ـ مریض کو زبردستی روزہ رکھنے دینا

سوال

میری خالہ کا بچپن میں ایکسیڈنٹ ہوا اور ایك آنکھ ضائع ہوگئی اور ڈاکٹروں نے یہ کہا کہ اس بچی کو رونا نہیں چاہیے؛ کیونکہ یہ اس کی آنکھ پر اثر انداز ہو سکتا ہے، چنانچہ جب یہ بچی بالغ ہوئی تو والد نے اسے میڈیکل رپورٹ کی بنا پر روزہ رکھنے سے منع کر دیا، یہ عورت دینی امور کا بہت خیال رکھنے والی ہے.
شادی کے بعد خالہ نے دیکھا کہ روزہ اس پر اثرانداز نہیں ہوتا تو اس نے روزے رکھنا شروع کر دے، سوال یہ ہے کہ: اب وہ اکثر ایام روزے رکھتی ہے تا کہ اس کے والد کو عذاب نہ ہو اور وہ اپنے والد ۔ رحمہ اللہ ۔ سے بہت پیار کرتی ہے، اس کا سوال یہ ہے کہ: کیا اس کے والد پر حرام اشیاء میں سے تو کچھ نہیں، اور کیا رہ جانے والے روزے اس پر رکھنے واجب ہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

بیماری ان مباح عذر میں شامل ہوتی ہے جن کی بنا پر روزہ نہ رکھنا جائز ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور تم میں سے جو کوئی بھی مریض ہو یا مسافر تو وہ دوسرے ایام میں گنتی پوری کرے البقرۃ (185).

مریض کے لیے لیے روزہ رکھنے کا حکم مکروہ اور حرام کے مابین گھومتا ہے، اگر بیماری کی بنا پر روزہ مشقت کا باعث ہو تو روزہ رکھنا مکروہ ہے، اور اگر اسے نقصان اور ضرر دے تو حرام ہو گا.

اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (50555) اور (38532) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

اور بیماری کی حالت میں مریض اس وقت تك روزہ نہ چھوڑے جب تك کہ اس بیماری کا سپشلسٹ ڈاکٹر اور بعض علماء کرام اسے روزہ نہ رکھنے کی ہدایت کریں، اور شرط یہ ہے وہ ڈاکٹر مسلمان ہو.

اور جس شخص نے بھی ڈاکٹر کے کہنے پر روزہ نہ رکھا اس پر کوئی حرج نہیں، اور اگر بیماری دائمی ہو تو وہ روزہ نہ رکھے، اور اس کے بدلے میں ہر روز ایك مسکین کو کھانا کھلائے، اور جس کی بیماری وقتی ہو تو وہ روزہ نہ رکھے، اور تندرست ہونے کے بعد اس کی قضاء کرتے ہوئے روزہ رکھ لے.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جب تجربہ کار اور ماہر ڈاکٹر یہ فیصلہ کریں کہ آپ کی بیماری ان امراض میں شامل ہے جن سے شفایابی کی امید نہیں، تو آپ کے لیے ضروری ہے کہ آپ رمضان المبارک کے ہر روزہ کے بدلے ایك مسکین کو کھانا کھلائیں، اور آپ کے ذمہ روزہ نہیں ہوگا، کھانے مقدار نصف صاع اس علاقے کی غذا ہے مثلا کھجور، یا چاول وغیرہ، اور اگر آپ کسی مسکین کو صبح یا شام کا کھانا کھلا دیں تو یہ کافی ہوگا.

لیکن اگر وہ یہ فیصلہ کریں کہ بیماری سے شفایابی کی امید ہے تو آپ کے ذمہ کھانا کھلانا نہیں، بلکہ جب شفایاب ہوں تو روزے رکھنا واجب ہیں کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور جو کوئی تم میں سے مریض ہو یا مسافر تو وہ دوسرے ایام میں گنتی پوری کرے .

اللہ تعالی سے میری دعا ہے کہ وہ ہر مریض کو ہر قسم کی بیماری سے شفایابی نصیب فرمائے، اور جو تکلیف اور بیماری آپ کو پہنچی ہے اسے آپ کے گناہوں کا کفارہ اور باعث پاکیزگی بنائے، اور آپ کو صبر و تحمل عطا فرمائے، یقینا اللہ تعالی بہتر عطا کرنے والا ہے " انتہی.

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن باز (15 / 221).

سوال تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مریض عورت کا والد گنہگار نہیں، کیونکہ اس نے اپنی بیٹی کو ڈاکٹروں کی کلام کی وجہ سے ہی روزہ نہیں رکھنے دیا.

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال کیا گیا:

مجھے گردوں کی بیماری ہے، اور دو بار میرا آپریشن بھی ہو چکا ہے، ڈاکٹروں نے مجھے نصیحت کر رکھی ہے کہ میں دن رات میں روزانہ ڈھائی لیٹر پانی پیئوں، اسی طرح انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ مسلسل تین گھنٹے پانی نہ پینا میرے لیے خطرناك ہے، تو کیا میں ان کی کلام پر عمل کروں، یا کہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے روزہ رکھ لوں، اور وہ یہ بات یقین سے کہتے ہیں کہ میرے اندر پتھری توڑنے کی استعداد ہے، یا مجھے کیا کرنا چاہیے، اور اگر میں روزہ نہ رکھوں تو میرے ذمہ کیا کفارہ آتا ہے ؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

" اگر تو معاملہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا آپ نے بیان کیا ہے، اور یہ ڈاکٹر طب میں ماہر ہیں تو آپ کے لیے روزہ چھوڑنا مشروع ہے؛ تا کہ آپ اپنی صحت کو بحال رکھ سکیں؛ اور اپنے سے ضرر اور نقصان دور رکھ سکیں، پھر اگر آپ کو اس سے شفا حاصل ہو اور بغیر کسی تکلیف اور حرج کے آپ روزے قضاء رکھنے کی استطاعت رکھیں تو آپ

کے ذمہ قضاء کے روزے رکھنا فرض ہونگے.

لیکن اگر آپ کی بیماری ختم نہ ہوئے، یا مسلسل پانی پیئے بغیر پتھری پیدا ہونے کی استعداد ہو جائے، اور ڈاکٹر یہ فیصلہ کریں کہ اس سے شفایابی ممکن نہیں، تو اس حالت میں آپ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانا واجب ہوگا " انتہی.

الشیخ عبد العزیز بن باز، الشیخ عبد الرزاق عفیقی، الشیخ عبد اللہ بن غدیان، الشیخ بن منیع.

دیکھیں: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء (10 / 179 - 180).

اور جب مریضہ بغیر کسی ضرر کے اپنے اندر روزہ رکھنے کی استطاعت محسوس کرے تو اسے روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اس کے لیے ماہر ڈاکٹر حضرات سے مشورہ کرنا ضروری ہے، تا کہ کہیں وہ اپنی ظاہری حالت سے دھوکہ نہ کھا جائے، اور روزہ رکھنے سے اس کی صحت متاثر نہ ہو.

اور رہا ان ایام کی قضاء کا مسئلہ جن ایام کے اس نے روزے نہیں رکھے ظاہر تو یہی ہوتا ہے اس کی قضاء لازم نہیں آتی، بلکہ اس کے لیے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانا کافی ہے، کیونکہ اس نے ڈاکٹر کے کہنے پر روزہ نہیں رکھا تھا.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے ایک دائمی بیماری شخص والے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کے بارہ میں ڈاکٹر حضرات کا کہنا تھا کہ وہ کبھی بھی روزہ نہ رکھے، لیکن اس نے کسی اور ملک کے ڈاکٹر حضرات سے علاج کروایا تو اسے اللہ کے حکم سے شفا مل گئی، اور اس نے پانچ برس کے رمضان میں روزے نہیں رکھے تھے، اب شفاملنے کے بعد اسے کیا کرنا چاہیے، آیا وہ ان کی قضاء میں روزے رکھے یا نہیں ؟

تو شیخ ابن باز رحمہ اللہ جواب تھا:

اگر تو اسے روزہ نہ رکھنے کی نصیحت کرنے والے ڈاکٹر مسلمان اور ماہر اور تجربہ کار اور اس بیماری کو جاننے والے تھے، اور انہوں نے اسے اس بیماری سے شفایاب نہ ہونے کا کہا تھا، تو اس کے ذمہ ان روزوں کی قضاء نہیں، بلکہ صرف کھانا کھلانا ہی کافی ہے، اور آئندہ وہ روزے رکھے "

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن باز (15 / 355).

خلاصہ:

جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ: باپ نے ڈاکٹروں کے کہنے کی بنا پر بیٹی کو روزہ نہیں رکھنے دیا تو اس وجہ سے باپ

گنہگار نہیں، بلکہ عورت کو چاہیے کہ اس نے بلوغت کے بعد جتنے روزے نہیں رکھے ان میں سے ہر یوم کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے.

اور اگر اب ڈاکٹر حضرات نے اس کی صحت کو دیکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں، اور اس کی صحت کے لیے نقصان دہ نہیں تو اس پر رمضان کے روزے رکھنا فرض ہیں، اور روزہ نہ رکھنے میں اس کے پاس کوئی عذر نہیں ہے، اور اگر وہ نفلی روزے بھی رکھنا چاہے تو رکھ سکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں.

واللہ اعلم .